سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

روزہ!

اسلام کی تیسری بنیاد

انسان پیدائشی طور پر ایک حیوان ہی ہے جو بقیہ حیوانوں سے عقل اور مزاج کے باعث ممتاز اور افضل ہے۔ اسکی تخلیق مرحلہ وار ہوئی ہے اور اجزائے تخلیق اس کے ذاتی اور داخلی مؤثر اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں اگر حیوانی صفات غالب آ جائیں تو یہ حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے اور اگر داخلی ملکوتی صفات غالب آ جائیں تو یہ اپنے خالق کا قرب پا لیتا ہے اسی لئے اللہ پاک نے اس کے مزاج اور طبیعت کی تخلیق کی ساتھ ہی اسے کچھ عملی ضابطے بھی دیئے تاکہ یہ اپنی عقل مزاج اور طبیعت کی اصلاح کر سکے اور حیوانیت و ملکوتیت کے بین بین انسانیت قائم رکھ سکے اور اسے بلندیوں تک لیجائے اس سلسلۂ انسانیت کی بقاء و ارتقاء کے لئے نبوت کی نعمت سے بھی انسان کو ہی سرفراز فرمایا اور تمام عملی ضابطے بھی انبیاء کی عملی و فکری تعلیم کے ذریعہ انسانوں تک پہنچائے انسان چاہے محلات کا باسی ہو یا جھونپڑوں کا مکین اللہ کے ہاں سب برابر ہیں : اَلْخَلْقُ كُلُّهُمْ عِيَالُ اللهِ -

مخلوق (انسان) ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے۔ ظاہر ہے اللہ اپنے کنبہ کیلئے الگ الگ قوانین وضع نہیں کرتا بلکہ کنبہ کی خلقی برابری قائم رکھتے ہوئے انہیں عملی زندگی کا نقشہ عطاء فرماتا ہے اور بہترین نقشہ نبیوں کی زندگی قرار دیتا ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

(تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال)

اگر انسان سیکھے بغیر ہی اپنی اصلاح کر سکتا تو نبوت کی ضرورت ___ تھی نہ وحی و الہام کی۔ انسان کا خالق و مالک خوب جانتا ہے کہ اسکی طبیعت و مزاج میں کیا خامی ہے۔ اور اس خامی کو کیسے

دُور کیا جا سکتا ہے ۔ اور اس کا جو سب سے بہتر طریقہ تھا، وہ عطاء فرمایا اور اس کی اتباع ہم پر لازم و واجب کر دی اتباع اور اطاعت کے اِسی سُنہری سلسلہ کا ایک بہت ہی اہم رکن صوم (روزہ) ہے۔

صوم کے لغوی معنی کسی بھی عمل سے رُکنا ہے۔ خصوصاً کھانے، بولنے، اور چلنے سے رُکنے کا نام صوم ہے۔ رُکی اور ٹھہری ہوئی ہَوا کو بھی صوم کہا گیا ہے اور دن کے بیچ میں رُکے ہوئے سورج (استواءِ شمس نصف النہار) کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ نہ چلنے والے نہ چرنے والے گھوڑے کو صائم کہا گیا ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں اس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے ۔۔۔۔۔ کہ ایک عاقل و بالغ مسلمان انسان سحر سے مغرب تک اللہ کی رضا اور محمد رسول اللہ کی اطاعت کے لئے اپنی تمام حلال اور طیب لذتوں کو بھی خیر باد کہہ دے۔ صوم کا لفظ قرآن کریم میں اپنی مختلف صورتوں کے ساتھ ۱۴ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اس کا یہی معنیٰ و مفہوم ہے۔ چونکہ قرآن کریم مجموعۂ قوانین و احکام ہے۔ حکم خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ خبر کی صورت میں ہو یا انشاء کی صورت میں حکم کا درجہ رکھتا ہے اِس اعتبار سے تیرہ مرتبہ روزے کا حکم دیا گیا جس سے اس کی معاشی اور معادی حیثیت واضح ہو گئی اور کسی قسم کا خرخشہ باقی نہ رہا کچھ لوگوں کا "یورپی نفس" اس کو بہت ہی گراں سمجھتا ہے اُن سے قرآن نمٹتا ہے اور کہتا ہے کہ: "یہ روزے صرف تم ہی پر فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلے بھی جو لوگ تھے اُن پر بھی روزے فرض تھے۔" پھر یہ کہ "تم روزے رکھو کہ روزہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے ۔"۔۔۔۔۔ جس عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے بہتر فرمادے اُسے غلط، بے ڈھب، اور بے جا مشقت کہنا خالصتاً حیوانیت ہے۔ جبکہ حیاتِ طیبہ حاصل کرنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے کہ انسانِ کامل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نوع اِتباع کی جائے خود روزہ نہیں رکھ سکتا، بیمار ہے یا ضعیف عمر رسیدہ ہے تو کسی کو روزہ کے لئے (اپنی حیثیت کے مطابق) خرچ دیدے جس کی کم سے کم حیثیت ایک ڈبہ گندم یا اس کی قیمت ہے۔

روزے کی حکمت: روزہ رکھنے کی حکمت قرآن کریم نے خود بیان کی ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ متقی کے معنی صوفیاء نے بیان کئے ہیں کہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچو اور فقہاء کے ہاں اس کا معنیٰ ہے، حرام سے بچو اب روزہ کے حقیقی معنیٰ یوں ہوں گے کہ حلال و طیب چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک لو یعنی نفس میں ایسا قوی جذبہ پیدا کر لیا جائے کہ آدمی جب بھی کسی بات، کسی عمل اور کسی بھی چیز سے

رکنا چاہیے تو ترک سے حتیٰ کہ حلال لذتوں طیب کھانوں اور جائز راحت و آرام کو بھی چھوڑنا چاہیے تو چھوڑ سکے۔ چودھری افضل حق مرحوم نے لکھا ہے۔ "اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے نماز مجلسی مساوات کا درس دیتی ہے اور روزہ اقتصادی مساوات کے لئے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے۔" ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں۔ "اسی لئے مساوات پسند مذہب نے روزہ کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو جو ملک کے غلط نظام کے باعث فاقوں مر رہے ہیں" روزہ نہ رکھنے والے سرمایہ دار اور جاگیردار حکمران اور سیاست دانوں کی حیوانیت پر ضرب لگاتے ہوئے چودھری صاحب یوں حملہ آور ہوتے ہیں :

"امراء تو رمضان سے پہلے ہی اپنے دوستوں میں (حلقہ ستائش باہمی) اپنی بیماری کا پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور قسم کھانے کو احتیاطاً ڈاکٹر سے دو دن پہلے سر چکرانے کا نسخہ بھی لے لیتے ہیں تاکہ سند رہے روزہ سے بچنے کے لئے وہ بیماری کی ساری صورتیں قبول کر لیتے ہیں مگر معمول فاقہ کی مصیبت نہیں اٹھا سکتے۔ غریب روزہ رکھ کر قرآن خوانی اور نوافل میں وقت گزار دیتے ہیں امیر کمزور اور بیمار پر روزے کے "برے" اثرات کے دلائل ڈھونڈنے اور احباب میں اس کی کیفیت بیان کرنے میں بسر کرتے ہیں اور ساتھ ہی آہ بھر کر اپنی لات کی بیماری کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ دل تو چاہتا ہے کہ روزے رکھوں مگر ڈاکٹر آڑے آتا ہے جی مسوس کر رہ جاتا ہوں۔"

اب تو "من حرامیوں" کی ایک طویل فہرست ہے جو روزہ نہیں رکھتے کیونکہ انہوں نے کلچرل ہونے کو مذہب پر ترجیح دی ہے کیا مرد کیا عورتیں کیا امیر اور کیا غریب اس حمام میں سب ننگے اور کلچرل ہیں۔ (فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ) - اور اگر کسی سولائزڈ آدمی نے اکیسویں رمضان کا روزہ رکھنے کی مذہب پر "مہربانی" کر بھی لی تو اخبارات میں اس موذی کا نام "صائمین" کی فہرست میں سر فہرست ہوگا افطاری اور دعاؤں کی دھوم مچی ہوگی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ وہ ظہر تک تو تاب لاتے ہیں پھر اس کے بعد دل دماغ، زبان سب بے قابو ہو جاتے ہیں گھر میں ایک اودھم مچ جاتا ہے۔ بیوی بچے یوں دبکے چھپے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ملزم تھانے میں اور روزہ دار صاحب بہادر کے اول فول اور گالیوں کا نشانہ روزنامہ "جنگ" کے مالکان رمضان میں بھی اخبار فروخت کرنے کے ثقفی حیلے تلاش کر لیتے ہیں۔ کبھی طبلہ و سارنگی سے سنگت کر لیتے ہیں اور کبھی کسی رنڈی کی ننگی فوٹو جنگ کے سینہ پر سجا

لیتے ہیں ۔ دیگر قومی اخبارات و جرائد کا رویہ بھی شرمناک ہے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ۸ گھنٹے کے مسلسل پروگرام میں روزہ، رمضان، قرآن، اذان کے لیے بمشکل ۲۵ منٹ اور باقی قتلِ اسلام کے منظور شدہ پروگرام تھے

ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ

روزہ کی فرضیت : مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو اس کے متصل ہی ۲ ہجری میں اس اُمت پر روزے فرض ہوئے ۔ گویا تکمیلِ اسلام میں ہجرت اور روزہ شانہ بشانہ ہیں یعنی اسلام کا عروج مشقتوں اور صعوبتوں کی راہ سے ہو کر آتا ہے ۔ راحتوں اور لذتوں سے آشنا نہیں ۔

اِنہیں پتھروں پر چل کے اگر آ سکو تو آؤ !

مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے !

روزہ میں بھوک پیاس لذت و راحت کو چھوڑنے سے صدرِ اسلام میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کی زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ۔ وہ آدمی جسے انسان ہونا میسر نہیں اگر عقل و شعور کی آنکھ کھول کے دیکھے تو صحیح اور سچا انسان وہی نظر آتا ہے جو اپنا دل ، آنکھیں ، کان ، دماغ ، نفس اور روح احکامِ الٰہی کے سامنے ڈال دے ——— اطاعت ، فرماں برداری ، اور اتباع کی وہ مثال قائم کرے ، جس کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ۲۳ برس مطالبہ کیا ۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ	اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ،
مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ ۔ (القرآن الحکیم) ———	جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالبے پر اُمت کا موجودہ منفی ردِ عمل کسی عذاب میں تو مبتلا کر سکتا ہے مغفرت ، رحمت ، بقاء ، ارتقاء اور نجات کی ضمانت ہرگز نہیں دے سکتا ۔

اگر دنیا میں عزت ، عظمت ، آبرو ——— اور ترقیاں مطلوب ہیں اور عقبیٰ میں سُرخروئی ، سرفرازی اور نجات کی آرزو ہے تو ہر عمل میں نبی کریم کا اتباع کریں اور اپنی خواہشوں کو روکیں کہ خواہشات ہی ایک ایسی دلدل ہے جس میں دھنسا ہوا کبھی نہیں نکلا یہ ایک ایسا خوبصورت جال ہے جس میں پھنسا ہوا کبھی رہا نہیں

ہوا ۔ رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنّت کے دروازے کھل جاتے ہیں ۔ اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں گے

روزہ اور روزہ دار کے فضائل :

نسائی میں ایک حدیث سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ فَمَنْ صَامَہٗ وَقَامَہٗ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ ـــــــــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اللہ نے تم پر روزے فرض کئے اور میں نے قیام کی سُنّت تمہیں دی پس جس نے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ ، وہ گناہوں سے یوں نکل گیا جسطرح پیدائش کے دن تھا یعنی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ (یا) وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ـــــــــ

کہ روزہ میرے اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے[لہ] اور یہ صرف میرے ساتھ متعلق ہے اس لئے اسکی جزاء میں خود ہوں یا میں خود براہِ راست دوں گا ۔

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے ہاں مشک سے بہتر ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک نہ کیجائے اور مُنہ گندا رکھا جائے بلکہ اس بُو سے مُراد وہ بُو ہے جو خُلُوْ کی وجہ سے معدہ اور آنتوں سے اُٹھتی ہے اور مُنہ سے نکلتی ہے اور یہ نتیجہ ہے اُس بھوک پیاس کی تلخی کا جو محض اللہ کی رضا کے لئے انسان برداشت کرتا ہے ۔ اس کی پسندیدگی کی حکمت بھی یہی برداشت اور للّٰہیّت ہے (واللہ اعلم)

لہ باقی تمام عبادات ظاہری صورت بھی رکھتی ہیں لیکن روزہ اسکی ظاہری کوئی ہیئت نہیں ہے ۔ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے یہ ایک بھید ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص رشتہ و تعلق ہے ۔

رمضان : رَمِضَ يَرْمَضُ فتح بفتح کے باب سے ہے معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ پیاس کی شدّت سے اندر جل اُٹھے اِسے کہتے ہیں رَمِضَ الصَّائِمُ روزہ دار کا اندر جل اُٹھا۔ رمضان کو رمضان اس لئے بھی کہا گیا کہ یہ شدید گرمیوں میں بھی آتا ہے اس لئے مہینوں کے شُمار کنندگان نے اس کا نام رمضان رکھ دیا لیکن سب سے پسندیدہ اس کا سبب جو ذکر کیا گیا وہ یوں ہے کہ :

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّہٗ یَرْمَضُ الذُّنُوبَ اَیْ یُحْرِقُھَا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ ــــــــ	اس ماہ کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا کہ یہ اعمالِ صالحہ سے گناہ جلا ڈالتا ہے ۔

اس کے پہلے دس دن رحمتِ عامہ کے درمیان کے دس دن عام بخشش کے اور آخری دس دن جہنم سے آزادی کے جن لوگوں کے لئے جہنم واجب ہو جاتا ہے۔ (اپنے اعمالِ خبیثہ کی وجہ سے) ان کو بھی عام معافی مل جاتی ہے ۔ سُبحان اللہ !

کیا خوش نصیب ہے وہ آدم زادہ جو اپنی حیوانی جبلّتوں کو انسانیت کی رداء ابیض میں لپیٹنے کے لئے اللہ جل شانہٗ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چون چرا اطاعت کرتا ہے۔ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے مالک سے رو رو کر معافیاں مانگتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یوں پیش ہوتا ہے ۔ کہ فرشتے اس کی آمد پر اھلاً وسہلاً و مرحبا کے ڈونگرے برساتے ہیں ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مِن لَّدُنکَ رَحمَۃً وَّھَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

رمضان کی مقدس راتوں میں اور دنوں میں کوئی اللہ کا بندہ میری مغفرت کی بھی دعا کر دے تو بیڑا پار ہے ۔

فقیر عطاء المحسن حسنی قادری گیلانی بخاری

شاہین ساؤنڈ سروس
شاہی روڈ ۔ رحیم یار خان
ہر قسم کے نئے لاؤڈ سپیکر، ایمپلی فائر یونٹ اور مائیکرو فونز
گارنٹی شدہ بارعایت خریدیں ۔ مساجد اور تعلیمی اداروں کیلئے خاص رعایت
پروپرائیٹر
حاجی محمد بخش
بہاولپوری